حضور ﷺ نے فرمایا: "البرکۃ مع اکابرکم" برکت تمہارے اکابر کے ساتھ ہیں۔
(رواہ ابن حبان باسناد صحیح)

اشاعت نمبر ١٦

تحقیقی، علمی و اصلاحی

رسالہ
دِفَاعِ اَسلاف
ہند

زیرِ سرپرستی

مصلح ملت
حضرت مولانا عبید الرحمٰن اطہر صاحب
دامت برکاتہم

سلسلہ دفاع فضائل اعمال "۱۷"

(اہل حدیث حضرات، صحیح واقعات کا انکار کرتے ہیں)

(ثابت البنانیؒ کا قبر میں نماز پڑھنا)

(معراج ربانی اور دیگر غیر مقلدین حضرات کو جواب)

- مفتی ابن اسماعیل مدنی

- مولانا عبد الرحیم قاسمی

- ڈاکٹر ابو محمد شہاب علوی

مبلغ اہل حدیث، معراج ربانی کہتے ہیں کہ

یہ دیکھو! کہہ رہے ہیں کہ حضرت ابوسنان کہتے ہیں، قبر میں نماز ہو رہی ہے، قبر میں، کیا ہو رہی ہے، ابھی تک آپ نے سنا تھا کہ حضرت موسیٰؑ، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب معراج میں گئے، تو کہتے ہیں کہ ہم گزرے تو دیکھا کہ حضرت موسیٰؑ نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ ایک معجزہ تھا، وہ بیت المقدس میں بھی تھے اور پھر آسمان میں بھی موجود تھے۔ یہ ایک معجزاتی چیز تھی، چونکہ پوری اسرا، معراج اور نماز پورا معجزہ تھا، جو اللہ تعالی اپنے نبی کو دکھانا چاہتا تھا۔ بہر حال وہ ان کے لئے ثابت ہے، اس لئے ہمارے ایمان اور عقیدہ ہے، لیکن ان کے علاوہ کسی کے لئے ثابت نہیں، کہ وہ اپنے قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔

کسی زمانے میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیوار گر گئی تھی، تو قدم باہر آ گئے تھے۔ تو اس وقت بھی ہم نے نہیں سنا کہ حضرت عمرؓ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہوں۔ [نعوذ باللہ]، پھر دیوار بنا کر صحیح کر دی گئی۔

توغرض کہنے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابوسنان کہتے کہ

ابوسِنانؒ کہتے ہیں: خدا کی قسم! مَیں اُن لوگوں میں تھا جنھوں نے ثابتؒ کو دفن کیا، دفن کرتے ہوئے لَحد کی ایک اِینٹ گر گئی، دفن جب کرر ہے تھے تو لَحد کی ایک اِینٹ گر گئی، دفن کرتے ہوئے لَحد کی ایک اِینٹ گر گئی، اللہ ہی بہتر جانے کیسے گری، کیسے انہوں نے اینٹ لگائی تھی۔ بہر حال گر گئی۔۔۔۔۔۔ تو مَیں نے دیکھا کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں، ماشاء اللہ بڑی جلدی کی، انہوں نے۔

مَیں نے اپنے ساتھی سے کہا: دیکھو! یہ کیا ہو رہا ہے؟ اُس نے مجھے کہا: چپ ہو جاؤ، جب دفن کر چکے تو اُن کے گھر جا کر اُن کی بیٹی سے دریافت کیا کہ: ثابت کا عمل کیا تھا؟ اُس نے کہا: کیوں پوچھتے ہو؟ ہم نے قِصَّہ بیان کیا، اُس نے کہا کہ: پچاس برس شب بیداری کی، اور صبح کو ہمیشہ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ: یا اللہ! اگر تُو کسی کو یہ دولت عطا کرے کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھے تو مجھے بھی عطا فرما۔

یعنی حضرت موسیٰؑ کو عطاء کیا تھا، تو حضرت موسیٰؑ کے برابر، یہ بھی ہو رہے ہیں۔

میں تبلیغی بھائیوں سے کہتا ہوں اور آپ لوگوں اور تمام مسلمان سے بھی کہتا ہوں کہ ایک بندہ خدا، بیچارا، قبر میں تم نے دیکھا کہ وہ

کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہا ہے، پکڑ کر کھینچ لینا چاہیے تھا باہر، اب وہ زندہ ہے، تو تو اسے کیوں مار رہا ہے بھائی، کیوں مٹی ڈالی اس پر، یہ قاتل ہیں، جنہوں نے اس کو چھوڑا ہے، ہے کہ نہیں؟؟

زندہ تھے، تم دیکھ رہے ہو سب کچھ، تو پکڑ کر کھینچ لینا چاہیے تھا، اور ذرا زکریا صاحب سے کوئی پوچھتا کہ قبر کی گہرائی بھی بتادیتے حضرت کہ کتنی لمبی چوڑی قبر کھودی گئی ہے، کہ وہ اندر کھڑے نماز پڑھ رہے،

اب تم یہ مت کہو کہ حضرت موسیٰؑ کو بھی دیکھا گیا تھا، یہی میں کہنا چاہتا ہوں کہ تم اپنے بزرگوں کو نبی کے برابر نہیں بنا سکتے۔

وہ نبی کی شان ہے، وہ نبی کی نبوت کا معاملہ تھا، چنانچہ نبی نے دیکھا، ایک پل میں نماز پڑھتے ہوئے، ایک پل میں بیت المقدس میں، پھر آسمان میں، اس کو تم کیا کہہ سکتے ہو، یہ معجزہ ہے، اللہ تعالی اپنے نبی کو ''اپنی نشانیاں'' دیکھانے کے لئے ان کو کروایا تھا۔[۱]

الجواب:

معراج ربانی صاحب اور دیگر مبلغین اہل حدیث حضرات کی یہ عادتِ شریفہ ہے کہ جب تک وہ حضرات عبارات میں سے کچھ کمی یا زیادتی نہ کریں یا حوالہ حذف نہ کریں، تب تک ان کا اعتراض بنتا ہی نہیں۔

لہذا سب سے پہلے مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں، حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ (م ۱۴۰۲ھ) فرماتے ہیں:

ابوسِنانؒ کہتے ہیں: خدا کی قَسم! مَیں اُن لوگوں میں تھا جنھوں نے ثابتؒ کو دفن کیا، دفن کرتے ہوئے لَحد کی ایک اِینٹ گِر گئی، تو مَیں نے دیکھا کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں، مَیں نے اپنے ساتھی سے کہا: دیکھو! یہ کیا ہورہا ہے؟ اُس نے مجھے کہا: چُپ ہوجاؤ، جب دفن کرچکے تو اُن کے گھر جاکر اُن کی بیٹی سے دریافت کیا کہ: ثابت کا عمل کیا تھا؟ اُس نے کہا: کیوں پوچھتے ہو؟ ہم نے قِصّہ بیان کیا، اُس نے کہا کہ: پچاس برس شب بیداری کی، اور صبح کو ہمیشہ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ: یااللہ! اگر تُو کسی کو یہ دولت عطا کرے کہ وہ قبر میں نماز پڑھے تو مجھے بھی عطا فرما۔(اقامة الحجة)[**فضائل اعمال: ج۱: فضائل نماز: ص ۲۶۵، طبع دینیات**]

---

(۱) دیکھئے موصوف کی ویڈیو:

https://www.youtube.com/watch?v=OkKUTIkUFK0

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضائل اعمال

جلد اول

شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

① حکایات صحابہ رضی اللہ عنہم
② فضائل نماز
③ فضائل تبلیغ
④ فضائل ذکر
⑤ فضائل قرآن مجید
⑥ فضائل رمضان شریف
⑦ مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج
⑧ فضائل درود شریف

پہلا ایڈیشن

ماہ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ مطابق ماہ فروری ۲۰۱۲ء

Compiler	مرتب
AHEM Charitable Trust	اہم چیریٹیبل ٹرسٹ

Contact : Idara-e-DEENIYAT, Opp. Maharashtra College, Bellasis Road, Mumbai Central, Mumbai - 4000 08
Tel. : 022 - 23051111 • Fax : 022 - 23051144
Website : www.deeniyat.com • E-mail : info@deeniyat.com

حد نہ رہی، کسی نے دریافت کیا تو فرمایا: تلاوت میں یہ آیت آ گئی تھی ﴿وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ﴾ [سورۂ زمر] اخیر تک۔ اوپر کی آیت میں اس کا ذکر ہے کہ "اگر ظلم کرنے والوں کے پاس دنیا کی ساری چیزیں ہوں اور اتنی ہی ان کے ساتھ اور بھی ہوں، تو وہ قیامت کے دن سخت عذاب سے چھوٹنے کے لیے فدیۂ[1] کے طور پر دینے لگیں"۔ اس کے بعد ارشاد ہے ﴿وَبَدَا لَهُمْ﴾ الآیۃ "اور اللہ کی طرف سے ان کے لیے (عذاب کا) وہ معاملہ پیش آئے گا، جس کا اُن کو گمان بھی نہ تھا اور اس وقت ان کو اپنی تمام بداعمالیاں ظاہر ہو جائیں گی"۔ حضرت محمد بن مُنکدِرؒ وفات کے وقت بھی بہت گھبرا رہے تھے اور فرماتے تھے کہ اسی آیت سے ڈر رہا ہوں۔

حضرت ثابت بنانیؒ حُفّاظِ حدیث میں ہیں، اس قدر کثرت سے اللہ کے سامنے روتے تھے کہ حد نہیں۔ کسی نے عرض کیا کہ آنکھیں جاتی رہیں گی۔ فرمایا کہ ان آنکھوں سے اگر روئیں نہیں تو فائدہ ہی کیا ہے۔ اس کی دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ! اگر کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت ہو سکتی ہو تو مجھے بھی ہو جائے۔ ابو سنانؒ کہتے ہیں: خدا کی قسم! میں ان لوگوں میں تھا جنھوں نے ثابت کو دفن کیا، دفن کرتے ہوئے لَحَد[2] کی ایک اینٹ گر گئی تو میں نے دیکھا کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں، میں نے اپنے ساتھی سے کہا: دیکھو یہ کیا ہو رہا ہے۔ اُس نے مجھے کہا: چُپ ہو جاؤ۔ جب دفن کر چکے تو اُن کے گھر جا کر ان کی بیٹی سے دریافت کیا کہ ثابت کا عمل کیا تھا؟ اس نے کہا: کیوں پوچھتے ہو؟ ہم نے قصہ بیان کیا۔ اس نے کہا کہ پچاس[۵۰] برس شب بیداری[3] کی اور صبح کو ہمیشہ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ! اگر تو کسی کو یہ دولت عطا کرے کہ وہ قبر میں نماز پڑھے تو مجھے بھی عطا فرما۔ [اقامۃ الحجۃ]

حضرت امام ابو یوسفؒ باوجود علمی مشاغل[4] کے جو سب کو معلوم ہیں اور ان کے علاوہ قاضی القضاۃ[5] ہونے کی وجہ سے قضا[6] کے مشاغل علیحدہ[7] تھے؛ لیکن پھر بھی دو سو[۲۰۰] رکعات نوافل روزانہ پڑھتے تھے۔ حضرت محمد بن نصرؒ مشہور مُحدِّث ہیں، اس انہماک[8] سے نماز پڑھتے تھے جس کی نظیر[9] مشکل ہے۔ ایک مرتبہ پیشانی پر ایک بھڑ[10] نے نماز میں کاٹا، جس کی وجہ سے خون بھی نکل آیا، مگر نہ حرکت ہوئی، نہ خشوع خضوع[11] میں کوئی فرق آیا۔ کہتے ہیں کہ نماز میں لکڑی کی طرح سے بے حرکت کھڑے رہتے تھے۔ حضرت بقی ابن مخلدؒ روزانہ تہجد اور وتر کی تیرہ[۱۳] رکعت میں ایک قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ حضرت ھنّادؒ ایک مُحدِّث ہیں، ان کے شاگرد کہتے ہیں کہ وہ بہت ہی زیادہ روتے تھے، ایک مرتبہ صبح کو ہمیں سبق پڑھاتے رہے، اس کے بعد وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر زوال تک نفلیں پڑھتے رہے۔ دوپہر کو گھر تشریف لے گئے اور

حل لغات: ① بدلہ۔ ② قبر کے اندر کا وہ گڑھا جس میں مردے کو رکھا جاتا ہے۔ ③ راتوں کو جاگنا۔ ④ مشغلہ کی جمع، کام۔ ⑤ سب سے بڑے قاضی۔ ⑥ عدالت۔ ⑦ الگ۔ ⑧ مکمل توجہ۔ ⑨ مثال۔ ⑩ ایک اڑنے والا زہریلا کیڑا۔ ⑪ نماز کے آداب و دلی کیفیت وسکون۔

غورفرمائیں! یہ واقعہ حضرت شیخ الحدیثؒ (م۱۴۰۲ھ) نے محدث دیار الہند فی عصرہ، علامہ عبدالحی الکھنویؒ (م۱۳۹۸ھ) کی کتاب ''إقامة الحجة على أن الإكثار في التعبد ليس ببدعة'' سے نقل کیا ہے، جس کو معراج صاحب نے ذکر نہیں کیا، تاکہ عوام کو لگے کہ یہ واقعہ حضرت شیخ نے اپنی طرف سے بنا کر پیش کیا ہے۔

اب اس حرکت کو خیانت اور دھوکہ نہیں، تو اور کیا کہیں گے؟؟؟

نوٹ:

محدث دیار الہند فی عصرہ، علامہ عبدالحی الکھنویؒ (م۱۳۹۸ھ) اپنی کتاب ''إقامة الحجة على أن الإكثار في التعبد ليس ببدعة'' میں فرماتے ہیں کہ

''وفی حلية الاولياء: حدثنا عثمان بن محمد العثماني، قال: ثنا إسماعيل بن علي الكرابيسي، قال: حدثني محمد بن سنان القزاز، قال: ثنا شيبان بن جسر، عن أبيه، قال: أنا والله الذي لا إله إلا هو أدخلت ثابتا البناني لحده ومعي حميد الطويل أو رجل غيره شك محمد قال: فلما سوينا عليه التراب سقطت لبنة فإذا هو قائم يصلي في قبره فقلت للذي معي: ألا ترى؟ قال: اسكت فلما سوينا عليه التراب أتينا ابنته فقلنا لها: ما كان عمل أبيك ثابت؟ فقالت: وما رأيتم؟ فأخبرناها فقالت: كان يقوم الليل خمسين سنة فإذا كان السحر قال في دعائه: اللهم إن كنت أعطيت أحدا من خلقك الصلاة في قبره فأعطنيها، فما كان الله ليرد ذلك الدعاء''۔ (ص ۲۴، طبع مع مجموعۃ رسائل الکنوی: ج ۲: ص ۱۷۴، الناشر ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، کراتشی)

أخبرني نَجْدةُ بنُ المبارك، حدثني مالك بن مِغْوَل، قال: كان بالبصرة ثلاثةٌ متعبّدون: صِلَةُ بن أشْيَم، وكُلثومُ بن الأسود، ورجلٌ آخر، فكان صِلةُ إذا جاء الليلُ خرج إلى أجَمَة متعبِّدًا لله تعالى، ففَطِنَ له رجل فقام في الأجمَة فنظر إلى عبادته، فأتى سَبُعٌ، فأتاه صِلَةُ وقال: قُمْ فابْتَغ الرِّزْقَ، فذهب، ثم قام لعبادته، فلما كان وقتُ السحر قال: اللهم إنَّ صِلَةَ ليس بأهلٍ أن يسألك الجنةَ ولكنْ سَتْرًا من النار.

۱۵ - ثابتُ بن أسلم البُنَاني، قال السَّمْعاني: هو من تابعي البصرة، يروي عن ابن عُمَر وابن الزُّبَير، صَحِبَ أنسًا أربعين سنة، وكان أعبدَ أهلِ البصرة، مات سنة سبع وعشرين ومائة. انتهى. وفي «حلية الأولياء»: حدثنا عثمان بن محمد العثماني، حدثنا إسماعيل بن علي الكرابيسي، حدثني محمد بن سنَان، حدثنا سِنانٌ عن أبيه، قال: أنا والله أدخلتُ ثابتًا لَحْدَه ومعي حمَيد الطويل أو رجلٌ غيرُه - شكَّ محمد - فلما سَوَّينا عليه الترابَ سقطتْ لَبِنةٌ فإذا هو قائمٌ يُصلّي في قبره، فقلتُ للذي معي: ألا تَرى؟ قال: اسكُتْ، فلما سَوَّينا عليه الترابَ أتينا ابنته فقلنا لها: ما كان عَمَلُ أبيك؟ فقالت: وما رأيتُم؟ فأخبرناها، فقالت: كان يقومُ الليلَ خمسين سنة، فإذا كان السحر قال: اللهمّ إن كنت أعطيت أحدًا من خلقك الصلاة في قبره فأعطِنيها. فما كان الله لِيَرُدَّ ذلك الدُّعاء. حدثنا أبو بكر بن مالك، حدثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل، حدثنا أبي، حدثنا روح حدثنا شعبة قال: كان ثابتٌ يقرأ القرآنَ في يوم وليلة، ويصومُ الدهر.

۱٦ - علي ابن الحسين بن علي أبي طالب، الإمام زين العابدين الهاشمي، قال الذهبي في «العِبَر»: كان يُصلّي في اليوم والليلة ألفَ ركعة إلى أن مات، قاله مالك، قال: وكان يُسمَّى زينَ العابدين لعبادته. انتهى.

۱۷ - قَتادة بن دِعامة، أبو الخطاب، قال أبو نُعيم، حدثنا محمد بن أحمد، حدثنا محمد بن أيوب، حدثنا موسى بن إسماعيل، حدثنا سَلاَّم بنُ أبي مُطيع أنَّ قتادة كان يختم القرآنَ في كل سبع ليال مرَّة، فإذا جاء رمضانُ خَتَم في كلِّ ثلاثِ ليالٍ مرة، فإذا جاء العشرُ خَتَم في كل ليلة مرَّة.

۱۸ - سعيد بن جُبَير، قال اليافعي في «مرآة الجَنان»: رُوي أنه قرأ القرآنَ في ركعة في البيت الحرام. وقال وِقاءُ بن أبي إياس: قال لي سعيدُ بن جُبَير في رمضان: أمسِكْ عليَّ المصحف، فما قام من مجلسه حتى ختمَ القرآن. انتهى. وفي «أعلام الأخيار في طبقات

اسی طرح یہ واقعہ-مختلف الفاظ کے ساتھ-کئی کتابوں میں موجود ہے۔ چنانچہ

- صدوق، امام ابوبکر ابن ابی الدنیاؒ (م ۲۸۱ھ)،
- حافظ عبداللہ بن محمد بن قتیبہ الدینوریؒ (م ۲۷۶ھ)،
- حافظ ابن جریر الطبریؒ (م ۳۱۰ھ)،
- حافظ ابوالحجاج المزیؒ (م ۷۴۲ھ)،
- حافظ ابن القیمؒ (م ۷۵۱ھ)،
- امام تقی الدین السبکیؒ (م ۷۵۶ھ)،
- حافظ ابن رجبؒ (م ۷۹۵ھ) وغیرہ نے اپنی اپنی کتابوں میں یہی واقعہ-مختلف الفاظ کے ساتھ-نقل کیا ہے۔

(کتاب القبور لابن ابی الدنیا: ص ۱۲۱-۱۲۳، بتحقیق طارق محمد، عیون الاخبار للدینوری: ج ۲: ص ۳۴۴، تہذیب الآثار لابن جریر: ج ۲: ص ۵۱۴، تہذیب الکمال: ج ۴: ص ۳۴۸، المسماۃ بالکافیۃ الشافیۃ فی انتصار للفرقۃ الناجیۃ لابن القیم: ص ۷۰۳، شفاء السقام للسبکی: ص ۴۰۳، مجموع الرسائل ابن رجب: ج ۲: ص ۷۵۱)

واقعہ کی سند کی تحقیق:

حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا عثمان بن محمد العثماني، قال: ثنا إسماعيل بن علي الكرابيسي، قال: حدثني محمد بن سنان القزاز، قال: ثنا جعفر بن جسر، عن أبيه، قال: أنا والله الذي لا إله إلا هو أدخلت ثابتا البناني لحده ومعي حميد الطويل أو رجل غيره شك محمد قال: فلما سوينا عليه اللبن سقطت لبنة فإذا أنا به يصلي في قبره فقلت للذي معه: ألا ترى؟ قال: اسكت فلما سوينا عليه وفرغنا أتينا ابنته فقلنا لها: ما كان عمل أبيك ثابت؟ فقالت: وما رأيتم؟ فأخبرناها فقالت: كان يقوم الليل خمسين سنة فإذا كان السحر قال في دعائه: اللهم إن كنت أعطيت أحدا من خلقك الصلاة في قبره فأعطنيها، فما كان الله ليرد ذلك الدعاء۔

(حلية الاولياء للاصبهاني: ج ۲: ص ۳۱۹)

اس سند میں جعفر بن جسر اور ان کے والد جسر بن فرقد پر کلام ہے۔لیکن حافظ ابوبکر ابن ابی الدنیاؒ (م ۲۸۱ھ) نے اس کی ایک اور سند بیان کی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ

حدثني محمد بن الحسين حدثني خالد بن يزيد القسام ثنا الربيع بن صبيح قال لما مات ثابت البناني دخلت أنا وحميد الطويل وجسر أبو جعفر قبره فلما وضعناه في لحده وجعلنا نسوي عليه اللبن وكان حميد مما يلي رأسه فنظر فلم يره في قبره فأومأ إلينا وأومأ إليه لا تفتن الناس وسوينا عليه التراب ورجعنا فأتى حميد سليمان بن علي فأخبره الخبر فلما كان في الليل جافي الخيل فنبش عنه فلم يجده في قبره فسوى عليه ثم انصرف فلما أصبح أتينا ابنته فسألناها عن صنيعه فقالت ما

أرا کم إلا وقد نفرتموه من قبره قلنا أجل وكيف ذلك قالت أحدثكم إنه مكث خمسين سنة يدعو الله في صلاته إذا كان السحر قال يا رب إن كنت أعطيت أحدا الصلاة في قبره فأعطينيها فلم يكن الله إن شاء الله ليرد ذلك الدعاء قال الربيع قال جسر أنا والله الذي لا إله إلا هو رأيته الليلة في منامي وعليه ثياب خضر فإنما يصلي في قبره۔ (كتاب القبور لابن ابى الدنيا: رقم ۱۳۲)

كتاب القبور
للحافظ
ابن أبي الدنيا القرشي
المتوفى سنة ۲۸۱ھ
قدم له وضبط نصه وخرج نصوصه
طارق محمد سكلوع العمودي

١٣٠ ـ حدثنا محمد بن إسماعيل بن سمرة الأحمسي ، ثنا عبد الرحمن بن محمد المحاربي ، ثنا محمد بن نصر ، عن أبي غالب ، عن الحسن ، قال : قال رسول الله ﷺ : «**إذا كان يومُ القيامة جمعَ اللهُ الأولين والآخرين ، فجعل أمَّةَ محمد عليه السلام في زمرة قبلنا أولهم آخرهم ، فيصافحون ، ويعانقون ، ويسلِّمون عليهم ، ويقولون : هؤلاء إخواننا الذين كانوا يترحَّمون علينا ، ويستغفرونَ لنا في الدنيا ، فقال النبي ﷺ : فيما يرى أحدٌ خارجٌ من الدنيا شاتمٌ لأحد منهم إلا سلَّط الله عليه دابةً تقرضُ[1] لحمَه ، يجد ألَمه إلى يومِ القيامة**» .

١٣١ ـ حدثني محمد بن الحسين ، ثنا خالد بن خداش ، ثنا حماد بن زيد ، حدثني رجل من الطفاوة ـ قد سماه ـ قال : **دفنَّا ميتاً ، فذهبت لأعالج شيئاً في قبره ، فلم أره في قبره** .

١٣٢ ـ حدثني محمد بن الحسين ، حدثني خالد بن يزيد القسام ، ثنا الربيع بن صبيح قال : **لما مات ثابت البناني دخلت أنا وحميد الطويل ، وجسر أبو جعفر قبره ، فلما وضعناه في لحده ، وجعلنا نسوّي**

---

(١) في «الأهوال» : (تقرص) ـ بالصاد ـ .

١٣٠ ـ **مرسل رجاله ثقات** .

* لم أجد من أخرجه غير المصنف .

ذكره ابن رجب في «الأهوال» (ص ٩٧) معزواً إلى المصنف ، وقال : (بإسناد ضعيف) .

١٣١ ـ أخرجه أبو بكر بن المقرىء في «فوائده» ، انظر «شرح الصدور» (ص ٢٠٩) .

١٣٢ ـ دعاء ثابت البناني ثبت من طرق أخرى كما سيأتي .

ـ إسناد الباب فيه خالد بن يزيد القسام لم أقف على ترجمته ، وقد ذكره المزي =

عليه اللبن ، وكان حميد مما يلي رأسه ، فنظر فلم يره في قبره ، فأومأ إلينا ، وأومأ إليه لا تفتن الناس ، وسوينا عليه التراب ورجعنا ، فأتى حميد سليمان بن علي فأخبره الخبر ، فلما كان في الليل جافى الخيل فنبش عنه فلم يجده في قبره ، فسوى عليه ، ثم انصرف ، فلما أصبح أتينا ابنته ، فسألناها عن صنيعه ، فقالت : ما أراكم إلا وقد نفرتموه من قبره ، قلنا : أجل وكيف ذلك؟ قالت : أحدثكم إنه مكث خمسين سنة يدعو الله في صلاته إذا كان السَحَر قال : يا رب إن كنت أعطيت أحداً الصلاة في قبره فأعطينيها ، فلم يكن الله ـ إن شاء الله ـ ليردّ ذلك الدعاء .

قال الربيع : قال جسر : أنا والله الذي لا إله إلا هو رأيته الليلة في منامي وعليه ثياب خضر ، فإنما يصلي في قبره .

= ضمن الرواة عن الربيع ، وجسر متكلم فيه ، وليس مدار الرواية عليه هنا .

* القصة بطول هذا السياق ، وبهذا الإسناد انفرد المصنف بإخراجها . وجاء أكثر ما فيها مفرقاً بأسانيد مختلفة :

* فقد أخرج ابن سعد في «الطبقات» (٧/ ١٧٤) ، وابن أبي شيبة في «المصنف» والإمام أحمد في «الزهد» كما ذكره السيوطي عنهما في «شرح الصدور» (ص ١٩٩) ، ولم أجده في مطبوع «الزهد» ، وذكره الذهبي في «السير» (٥/ ٢٢٢) ، من طريق عفان بن مسلم ، ثنا حماد بن سلمة ، عن ثابت البناني قال : «اللهم إن كنت أعطيت أحداً الصلاة في قبره ، فأتني الصلاة في قبري» . ورجاله ثقات .

* وأخرج أبو نعيم في «الحلية» (٢/ ٣١٩) ، وذكره السيوطي عنه من طريق عمر بن شبة ، عن يوسف بن عطية ، عن ثابت أنه قال لحميد الطويل : هل بلغك يا أبا عبيد أن أحداً يصلي في قبره إلا الأنبياء؟ قال : لا ، قال ثابت : «اللهمّ إن أذنت لأحد أن يصلي في قبره فأذن لثابت أن يصلي في قبره» ، وفيه يوسف بن عطية وهو متروك . =

* وبنحو دعاءه السابق أخرجه أبو نعيم من طريق أحمد بن فضيل عن ضمرة بن ربيعة حدثني أبي شوذب عن ثابت . وفي إسناده أحمد بن فضيل العكي لم أجد له ترجمة .

* وأخرج أيضاً في «الحلية» (٢/ ٣١٩) عن جسر بن فرقد قال : أنا والله الذي لا إله إلا هو أدخلت ثابتاً البناني لحده ، ومعي حميد الطويل ـ أو رجل غيره ـ شك محمد ، قال : فلما سوّينا عليه اللبن سقطت لبنة ، فإذا أنا به يصلي في قبره ؛ فقلت للذي معي : ألا ترى ، قال : اسكت! فلما سوينا عليه وفرغنا أتينا ابنته فقلنا لها ما كان عمل أبيك ثابت؟ فقالت : وما رأيتم؟ فأخبرناها ، فقالت : . . . إلخ . فذكرت مثل ما قالته عند المصنف هنا . وفي إسناده جسر بن فرقد القصاب البصري ، ضعيف عند الأئمة ويكفي قول البخاري فيه : ليس بذاك عندهم ، وقول ابن معين : ليس بشيء . ووقع في مطبوع (شرح الصدور) للسيوطي : (جبير) وهو خطأ .

فإن صحّ إسناد الباب فيكون جسر صادقاً في ما قاله ورآه لكون الربيع بن صبيح شهد معه ما رآه .

ويشهد لما قالته ابنة ثابت عن أبيها ، ما ذكرناه من قول ثابت عن نفسه ذلك ، كما مر من رواية حماد بن سلمة عنه .

فلا شك عندي أنّ للقصة أصلاً صالح .

* ثم رأيت للمصنف في كتاب «التهجد وقيام الليل» الآتي :

ـ أخرج الأثر بإسناد الباب مقتصراً على قول جسر فقط ، انظر رقم (١٥٥) .

ـ وأخرج بإسناد حسن ، انظر رقم (٤١٤) من طريق شيخه هارون بن عبد الله ، ثنا سيار ، عن جعفر : سمعت ثابت البناني ما لا أحصي يقول في دعائه : «اللهم إن كنت أذنت لأحد أن يصلي في قبره فأذن لي أن أصلي في قبري» ، وأخرجه أيضاً بإسناد آخر انظر رقم (١٥٤) .

ـ وأخرج بإسناد فيه من لم أجد له ترجمة ، عن إبراهيم بن الصمة المهلبي ، حدثني الذين كانوا يمرون بالجص بالأسحار قال : كنا إذا مررنا بجنبات قبر ثابت سمعنا قراءة القرآن .

انظر رقم (١٥٦) ، وقد أخرجه من طريقه أبو نعيم في «الحلية» (٢/ ٣٢٢) .

سند کی تحقیق:

(۱) حافظ ابوبکر ابن ابی الدنیاؒ (م۲۸۱ھ) سنن ابن ماجہ کے راوی اور مشہور صدوق، حافظ الحدیث ہیں۔ (**تقریب: رقم ۳۵۹۱**)

(۲) محمد بن الحسین البرجلانیؒ (م۲۳۸ھ) بھی صدوق، حافظ الحدیث ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج۸: ص ۲۵۳، لسان المیزان: ج۷: ص۸٦**)

(۳) ابو الھیثم، خالد بن یزید القرنیؒ بھی صدوق ہیں۔ (**تقریب: رقم ۱٦۹٦، القبور لابن ابی الدنیا: رقم ٦۰**)

(۴) الربیع بن صبیحؒ (م۱٦۰ھ) بھی صدوق، عابد ہیں۔ (**الکاشف: رقم ۱۵۳۵، ہدی الساری لابن حجر: ص ۴۵۷، العلل الکبیر للترمذی: ص ۳۹۳**)

لہذا یہ سند حسن اور یہ واقعہ ثابت ہے۔ واللہ اعلم

ائمہ محدثین وعلماء کے نزدیک بھی یہ واقعہ ثابت ہے:

نیز اس قوی متابع کی وجہ سے جعفر بن جسر اور ان کے والد جسر بن فرقد پر کلام بھی مردود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتاب القبور لابن ابی الدنیا کے محقق شیخ طارق **محمد سکلوع العمود** فرماتے ہیں کہ

''**فلا شک عندی ان للقصة اصلا صالح**''۔ (**حاشیة کتاب القبور لابن ابی الدنیا: ص ۱۲۳**)

حافظ محمد بن یوسف الصالحی الدمشقیؒ (م۹۴۲ھ) فرماتے ہیں کہ

''**وقد صح عن ثابت البناني التابعي أنه قال: اللهم إن كنت أعطيت أحدا أن يصلي في قبره فأعطني ذلك، فرؤي بعد موته يصلي في قبره**''۔ (**سبل الہدی والرشاد: ج ۳: ص ۱۱۳**)،

اسی طرح حافظ ابو العباس القرطبیؒ (م٦۵٦ھ)، حافظ ابن القیمؒ (م۷۵۱ھ)، حافظ ابن رجبؒ (م۷۹۵ھ)، محدث عینیؒ (م۸۵۵ھ)، امام تقی الدین السبکیؒ (م۷۵٦ھ) وغیرہ کے نزدیک بھی یہ واقعہ ثابت ہے۔

(**المفہم للقرطبی: ج٦: ص ۱۹۲، المسماۃ بالکافیة الشافیة فی انتصار للفرقة الناجیة لابن القیم: ص ۲۰۷، مجموع الرسائل ابن رجب: ج ۲: ص ۷۵۱، شرح ابی داود للعینی: ج ۱: ص ۴٦۱، شفاء السقام للسبکی: ص ۴۰۳**)

لہذا اس کا انکار کرنا باطل ومردود ہے۔

میت کا قبر میں نماز پڑھنا:

صحیح ابن حبان: رقم ۷۸۱ میں موجود ایک طویل روایت میں ہے کہ جب میت سے فرشتے اس کی قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں سوال کرتے ہے کہ ''**أرأيتك هذا الذي كان فيكم ما تقول فيه؟ وماذا تشهد عليه؟**''، تو اس کے جواب میں میت کہتی ہے کہ

''**دعوني حتى أصلي**''، مجھے چھوڑ دو، یہاں تک کہ میں نماز پڑھ لوں۔

اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد شیخ الالبانیؒ (م۱۴۲۰ھ) کہتے ہیں کہ

"فهذا الحديث صريح في أن المؤمن أيضا يصلي في قبره"۔ (احکام الجنائز: ص ۲۱۳)

قلت: وهذا هو الأرجح أن الحديث يدل على أن المقبرة ليست موضعاً للصلاة، لا سيما بلفظ أبي هريرة فهو أصرح في الدلالة، وقول الإسماعيلي: يدل على كراهة الصلاة في القبر لافي المقابر، مع مخالفته الصريحة لحديث أبي هريرة، فلا يحسن حمل حديث ابن عمر عليه، لأن الصلاة في القبر غير ممكنة عادة، فكيف يحمل كلام الشارع عليـــــــــه ! ؟

وقول ابن التين: (هو من شراح «صحيح البخاري» واسمه عبد الواحد)

«الموتى لا يصلون».

ليس بصحيح، لأنه لم يرد نص في الشرع بنفي ذلك، وهو من الأمور الغيبية التي لا ينبغي البت فيها إلا بنص، وذلك مفقود، بل قد جاء مايبطل إطلاق القول به، وهو صلاة موسى عليه الصلاة والسلام في قبره كما رآه رسول الله ﷺ ليلة أسري به على ما رواه مسلم في «صحيحه»، وكذلك صلاة الأنبياء عليهم الصلاة والسلام مقتدين به في تلك الليلة كما ثبت في «الصحيح» بل ثبت عنه ﷺ أنه قال:
«الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون».

أخرجه أبو يعلى باسناد جيد، وقـد خرجته في «الأحاديث الصحيحة» (٦٢٢).

بل قد جاء عنه ﷺ ماهو أعم مما ذكرنا، وذلك في حديث أبي هريرة في سؤال الملكين للمؤمن في القبر: «فيقال له اجلس، فيجلس قد مثلت له الشمس وقد آذنت للغروب، فيقال له: أرأيتك هذا الذي كان فيكم ماتقول فيه؟ وماذا تشهد عليه؟ فيقول: دعوني حتى أصلي، فيقولان: إنك ستفعل».

أخرجه ابن حبان في «صحيحه» (٧٨١) والحاكم (١/٣٧٩ - ٣٨٠) وقال «صحيح على شرط مسلم» ووافقه الذهبي! وإنما هو حسن فقط، لأن فيه محمد بن عمرو ولم يحتج به مسلم وإنما روى له مقروناً أو متابعة.

فهذا الحديث صريح في أن المؤمن أيضاً يصلي في قبره، فبطل بذلك القول بأن الموتى لا يصلون، وترجح أن المراد بحديث ابن عمر أن المقبرة ليست موضعاً للصلاة، والله أعلم.

— ٢١٣ —

لیجئے! اب کیا شیخ الالبانیؒ (م ۱۴۲۰ھ) عام مومنین کو انبیاء کے برابر بتانا چاہتے ہیں؟؟؟
الغرض یہ واقعہ ثابت ہے اور معراج ربانی کا اعتراض باطل ومردود ہے۔ واللہ اعلم

سلسلہ دفاع فضائل اعمال ''۱۸''

کیا حدیث: ''فضل الصلاۃ بالسواك، علی الصلاۃ بغیر سواك، سبعین ضعفا'' ضعیف ہے؟

- مفتی ابن اسماعیل مدنی

- مولانا عبد الرحیم قاسمی

-ڈاکٹر ابو محمد شہاب علوی

سوال:

کیا حدیث ''فضل الصلاۃ بالسواك، علی الصلاۃ بغیر سواك، سبعین ضعفا'' ضعیف ہے؟؟؟

الجواب:

سب سے پہلے حضرت شیخ الحدیث، مولانا زکریا صاحبؒ (م ۱۴۰۲ھ) کی مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

مثلاً: ایک سنّت اِس کی مسواک ہی ہے جس کی طرف عام طور پر بے توجُّہی ہے؛ حالاں کہ حدیث میں وَارِد ہے کہ: جو نماز مسواک کر کے پڑھی جائے وہ اُس نماز سے جو بِلا مسواک پڑھی جائے سَتّر درجہ افضل ہے۔

ایک حدیث میں وارِد ہے کہ: مسواک کا اِہتمام کیا کرو، اِس میں دس فائدے ہیں:

(۱) منھ کو صاف کرتی ہے،

(۲) اللہ کی رَضا کا سبب ہے،

(۳) شیطان کو غُصّہ دِلاتی ہے،

(۴) مسواک کرنے والے کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں، اور فرشتے محبوب رکھتے ہیں،

(۵) مسوڑھوں کو قُوَّت دیتی ہے،

(۶) بَلغَم کو قَطع کرتی ہے،

(۷) منھ میں خوشبو پیدا کرتی ہے،

(۸) صَفراء کو دُور کرتی ہے،

(۹) نگاہ کو تیز کرتی ہے،

(۱۰) منھ کی بدبو کو زَائل کرتی ہے اور اِس سب کے عِلاوہ یہ ہے کہ سنت ہے۔ [مُنبِّهات ابنِ حجر]

(فضائل اعمال: ج ۱: فضائل نماز: ص ۲۰۶، طبع دینیات، ممبئی)

کرتے تھے، جو اس ارشاد کے وقت حضور ﷺ نے کیے تھے۔

نماز کا اہتمام اور اس کی وجہ سے گناہوں کا معاف ہونا، جس کثرت سے روایات میں ذکر کیا گیا ہے، اس کا اِحاطہ(۱) دشوار ہے۔ پہلے بھی مُتعَدَّد روایات میں یہ مضمون گزر چکا ہے۔ علماء نے اس کو صغیرہ گناہوں کے ساتھ مخصوص کیا ہے، جیسا پہلے معلوم ہو چکا؛ مگر احادیث میں صغیرہ کبیرہ کی کچھ قید نہیں ہے، مُطلق(۲) گناہوں کا ذکر ہے۔ میرے والد صاحبؒ نے تعلیم کے وقت اس کی دو وجہیں ارشاد فرمائی تھیں: ایک یہ کہ مسلمان کی شان سے یہ بعید(۳) ہے کہ اس کے ذمہ کوئی کبیرہ ہو، اولاً تو اس سے گناہ کبیرہ کا صادر(۴) ہونا ہی مشکل ہے، اور اگر ہو بھی گیا، تو بغیر توبہ کے اس کو چین آنا مشکل ہے۔ مسلمان کی مسلمانی شان کا مُقتَضیٰ(۵) یہ ہے کہ جب اس سے کبیرہ صادر ہو جائے تو اتنے رو پیٹ کر اس کو دھو نہ لے، اس کو چین نہ آئے؛ البتہ صغیرہ گناہ ایسے ہیں کہ ان کی طرف بسا اوقات(۶) اِلتِفات(۷) نہیں ہوتا ہے اور ذمہ پر رہ جاتے ہیں؛ جو نماز وغیرہ سے معاف ہو جاتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جو شخص اخلاص سے نماز پڑھے گا اور آداب و مُستَحَبَّات وغیرہ کی رعایت رکھے گا وہ خود ہی نہ معلوم کتنی مرتبہ توبہ اِستغفار کرے گا، اور نماز میں التحیات کی اخیر دعا اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ إلخ میں تو توبہ و اِستغفار خود ہی موجود ہے۔ ان روایات میں وضو کو بھی اچھی طرح سے کرنے کا حکم ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے آداب اور مُستحبّات کی تحقیق کر کے ان کا اہتمام کرے۔

مسواک کی فضیلت

مثلاً ایک سنت اس کی مسواک ہی ہے جس کی طرف عام طور پر بے توجُّہی ہے، حالانکہ حدیث میں وارد ہے کہ جو نماز مسواک کر کے پڑھی جائے وہ اس نماز سے جو بلا مسواک پڑھی جائے ستر(۸) درجہ افضل ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ مسواک کا اہتمام کیا کرو، اس میں دس(۹) فائدے ہیں: (۱) منہ کو صاف کرتی ہے۔ (۲) اللہ کی رضا کا سبب ہے۔ (۳) شیطان کو غصہ دلاتی ہے۔ (۴) مسواک کرنے والے کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں اور فرشتے محبوب رکھتے ہیں۔ (۵) مسوڑھوں کو قوت دیتی ہے۔ (۶) بلغم کو قطع(۱۰) کرتی ہے۔ (۷) منہ میں خوشبو پیدا کرتی ہے۔ (۸) صَفرا(۹) کو دور کرتی ہے۔ (۹) نگاہ کو تیز کرتی ہے۔ (۱۰) منہ کی بدبو کو زائل کرتی ہے اور اس سب کے علاوہ یہ ہے کہ سنت ہے۔ [مُنبہات ابن حجر] علماء نے لکھا ہے کہ مسواک کے اہتمام میں ستر فائدے ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ مرتے وقت کلمۂ شہادت پڑھنا نصیب ہوتا ہے اور اس کے بالمُقابل اَفیون کھانے میں ستر مضرتیں(۱۰) ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ یاد نہیں آتا۔ اچھی طرح وضو کرنے کے فضائل احادیث میں بڑی کثرت سے آئے ہیں، وضو کے اعضاء قیامت میں روشن اور چمک دار ہوں گے اور اس سے حضور ﷺ فوراً اپنے اُمتی کو پہچان جائیں گے۔

حل لغات: (۱) سب کو جمع کرنا۔ (۲) بغیر کسی قید کے۔ (۳) دور۔ (۴) کرنا۔ (۵) تقاضا۔ (۶) اکثر وقت۔ (۷) توجہ۔ (۸) ختم۔ (۹) جسم میں پیلے رنگ کا کڑوا مادہ۔ (۱۰) نقصان۔

اور مُنبِّہات ابنِ حجر کی عبارت یوں ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم:

عليكم بالسواك، فان فيه عشر خصال، يطهر الفم ويرضى الرب، ويسخط الشيطان، ويحبه الرحمٰن و الحفظة، ويشد اللثة، ويقطع البلغم، ويطيب النكهة، ويطفى المرة، ويجلى البصر، ويذهب البخرة وهو من السنة

ثم قال عليه السلام: والصلاة بالسواک افضل من سبعين صلاة بغير سواک۔ (مُنبِّہات ابنِ حجر: ص ۷۷، مطبع مصطفی محمد خان)

ومن يتوكل على الله فهو حسبه
منبہات ابن حجر عسقلانی
مطبع مصطفائی طبع شد

باب العشاری

وزيادة الفضيلة باب العشاري وقال

اور زیادتی بزرگی کی باب ہے دس دس چیزوں کے بیان میں فرمایا

رسول الله صلى الله عليه وسلم عليكم بالسواك فان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لازم پکڑو مسواک کو کہ

فيه عشر خصال يطهر الفم ويرضي الرب

اس میں دس خصلتیں ہیں پاک کرے موہنہ کو اور راضی ہووے پروردگار

ويسخط الشيطان ويحبه الرحمن والحفظة ويشد

اور غصے ہووے شیطان اور دوست رکھے اوسکو رحمن اور فرشتے نگاہبان اور مضبوط کرے

اللثة ويقطع البلغم ويطيب النكهة ويطفي المرة

مسوڑے کو اور قطع کرے بلغم کو اور خوشبو کرے منہ کی بو کو اور بجھاوے صفرا کو

ويجلي البصر ويذهب البخر وهو من السنة ثم

اور روشن کرے بینائی کو اور کھووے موہنہ کی بدبو کو اور وہ سنت ہی ہے

قال عليه السلام الصلوة بالسواك افضل من سبعين

فرمایا رسول علیہ السلام نے نماز مسواک کے ساتھ بہتر ہے ستر

صلوة بغير سواك وقال ابوبكر [illegible]

نمازوں بدون مسواک سے اور کہا حضرت ابوبکر [illegible]

رضي الله عنه ما من عبد رزقه الله عشر خصال الا وقد

رضی اللہ عنہ نے نہیں کوئی بندہ کہ دیوے اسکو اللہ دس خصلتیں مگر تحقیق

نجا من الآفات والعاهات كلها وصار في درجة المقربين

[illegible]

ونال درجة المتقين اولها صدق اللسان مع قلب

[illegible]

روایت پر کلام:

امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا يعقوب، قال: حدثنا أبي، عن ابن إسحاق، قال: وذكر محمد بن مسلم بن شهاب الزهري، عن عروة بن الزبير، عن عائشة، زوج النبي صلى الله عليه وسلم عن النبي صلى الله عليه وسلم، أنه قال: "فضل الصلاة بالسواك على الصلاة بغير سواك، سبعين ضعفا۔ (مسند احمد: ج ۴۳: ص ۳۶۱، بتحقيق شعيب الأرنؤوط)

قال الشيخ شعيب الأرنؤوط رحمه الله في تعليق هذا الحديث:

حديث ضعيف، وهذا إسناد منقطع، محمد بن إسحاق، لم يسمع هذا الحديث من الزهري، قال أحمد: كان ابن إسحاق يدلس إلا أن كتاب إبراهيم ابن سعد إذا كان سماع قال: حدثني، وإذا لم يكن قال: قال. وبقية رجاله ثقات رجال الشيخين. يعقوب: هو ابن إبراهيم بن سعد الزهري.

وأخرجه الحاكم 1/145-146، والبيهقي في "السنن" 1/38 من طريق الإمام أحمد، بهذا الإسناد.

وقال الحاكم: صحيح على شرط مسلم، ووافقه الذهبي!

وأخرجه البزار (501) "زوائد"، وابن خزيمة (137)، والحاكم 1/145-146، والبيهقي في "السنن" 1/38 من طريق يعقوب، به.

وأخرجه البزار (502)، وأبو يعلى (4738)، وابن عدي في "الكامل" 6/2395، والدارقطني في "العلل" 5/ص 24 من طريق معاوية بن يحيى الصدفي، عن الزهري، به. ومعاوية بن يحيى ضعيف جدا.

وأخرجه الحارث بن أبي أسامة (160) "بغية الباحث"، والبيهقي في "السنن" 1/38 من طريق الواقدي، عن عبد الله بن أبي يحيى الأسلمي، عن أبي الأسود، عن عروة، به، والواقدي متروك.

وأخرجه البيهقي 1/38 من طريق فرج بن فضالة، عن عروة بن رويم، عن عمرة، عن عائشة، به، وقال: هذا إسناد غير قوي. قلنا: فرج بن فضالة ضعيف.

قال الحافظ في "التلخيص الحبير" 1/68: قال ابن معين: هذا لا يصح له إسناد، وهو باطل۔ (مسند احمد: ج ۴۳: ص ۳۶۱-۳۶۲، بتحقيق شعيب الأرنؤوط)

لیکن حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) کی کتاب السواک میں یہی حدیث "۲" حسن سندوں کے ساتھ موجود ہے۔

پہلی سند:

چنانچہ حافظ ابن الملقنؒ (م ۸۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ

عن ابن عباس رضي الله عنهما أن رسول الله قال: »لأن أصلي (ركعتين) بسواك أحب إلي من أن أصلي (سبعين) ركعة بغير سواك۔ وفي رواية بعد ذلك: إن العبد إذا تسوك ثم قام إلى الصلاة أتاه الملك حتى يضع فاه على فيه۔

أخرجهما أبو نعيم [في كتاب السواک] عن [ابو] محمد بن حبان، عن أبي بكر بن [أبي] عاصم، عن محمد بن أبي بكر المقدمي، عن يزيد بن عبد الله، ثنا عبد الله بن أبي الجوزاء أنه سمع سعيد بن جبير عن ابن عباس، الحديث۔ (البدر المنير لابن الملقن: ج ۲: ص ۲۰)

<u>سند کی تحقیق:</u>

(۱) حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (کتاب الثقات للقاسم: ج ۱: ص ۳۶۵، تاریخ الاسلام: ج ۹: ص ۴۶۸)

(۲) ابومحمد ابن حبانؒ سے مراد مشہور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، امام ابوشیخ الاصبہانیؒ (م ۳۶۹ھ) ہیں۔ (تاریخ الاسلام: ج ۸: ص ۳۰۵)

<u>نوٹ:</u>

کاتب کی غلطی کی وجہ سے، سند میں محمد بن حبان سے پہلے [ابو] کا لفظ ساقط ہوگیا ہے، لیکن راجح ابومحمد بن حبان ہی ہے، جو کہ امام ابوشیخ الاصبہانیؒ (م ۳۶۹ھ) ہیں۔ کیونکہ وہ ہی حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) کے استاذ اور حافظ ابوبکر بن ابی عاصمؒ (م ۲۸۷ھ) کے شاگرد رشید ہیں۔ واللہ اعلم

(۳) حافظ ابوبکر، احمد بن عمر بن ابی عاصمؒ (م ۲۸۷ھ) بھی مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (الثقات للقاسم: ج ۱: ص ۱۴۴)

(۴) محمد بن ابوبکر المقدمیؒ (م ۲۳۴ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت، محدث ہیں۔ (تقریب: رقم ۵۷۶۱، الکاشف)

(۵) خالد بن یزید، ابوخالد القرشی البیسریؒ بھی صدوق ہیں۔ (لسان المیزان: ج ۸: ص ۵۰۰)

(۶) عبداللہ بن ابی الجوزاءؒ سے خالد بن یزید، ابوخالد القرشی البیسریؒ اور عبداللہ بن الفضلؒ نے روایت لی ہے۔ (مسند الشاشی: ج ۳: ص ۳۸۳، الامام فی معرفۃ احادیث الاحکام لابن دقیق العید: ج ۱: ص ۳۶۶، بتحقیق سعد بن عبداللہ آل حمید)

اور حافظ زکی الدین المنذریؒ (م ۶۵۶ھ)، حافظ سخاویؒ (م ۹۰۲ھ)، محدث العجلونیؒ (م ۱۱۶۲ھ) وغیرہ نے ان کی روایت کی سند کو جید قرار دیا ہے۔ (الترغیب والترہیب: ج ۱: ص ۱۰۲، المقاصد الحسنۃ: ص ۴۲۴، کشف الخفاء: ج ۲: ص ۲۶)

اور کسی غریب روایت کی تصحیح، اس سند کے ہر ہر راوی کی توثیق ہوتی ہے۔ (نصب الرایۃ: ج ۱: ص ۱۴۹)،

لہذا عبداللہ بن ابی الجوزاءؒ صدوق ہیں۔ واللہ اعلم

تنبیہ:

البدرالمنیر لابن الملقن کے مطبوعہ نسخہ میں عبداللہ بن ابی الجوزاء کے بجائے عبداللہ بن ابی الحوراء آ گیا ہے۔ جو کہ کاتب کی غلطی کا نتیجہ ہے، جب کہ صحیح عبداللہ بن ابی الجوزاء ہے، جیسا کہ حافظ ابن دقیق العیدؒ (م۷۰۲ھ) نے نقل کیا ہے۔ (**الامام فی معرفة احادیث الاحکام لابن دقیق العید: ج۱:ص ۳۶۶، بتحقیق سعد بن عبداللہ آل حمید**)

(۷) سعید بن جبیرؒ (م۹۵ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت، فقیہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۲۲۷۸**)

(۸) عبداللہ بن عباسؓ (م۶۸ھ) مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (**تقریب**)

معلوم ہوا کہ اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں۔

اور حافظ زکی الدین المنذریؒ (م۶۵۶ھ)، حافظ سخاویؒ (م۹۰۲ھ)، محدث العجلونیؒ (م۱۱۶۲ھ) وغیرہ نے اس روایت کی سند کو جید قرار دیا ہے۔ (**الترغیب والترہیب: ج۱:ص ۱۰۲، المقاصد الحسنة: ص ۴۲۴، کشف الخفاء: ج۲:ص ۲۶**)، اسی طرح اہل حدیث عالم، نواب صدیق حسن خان صاحبؒ کے بیٹے نواب علی حسن خان نے بھی جید قرار دیا ہے۔ (**مآثر صدیقی، عشرہ کامل**)

دوسری سند:

حافظ ابن الملقنؒ (م۸۰۴ھ) ہی فرماتے ہیں کہ

عن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم: ركعتان بالسواك أفضل من سبعين ركعة بغير سواك۔

رواه أبو نعيم أيضا عن أحمد بن بندار، عن عبد الله بن محمد بن زكريا، عن جعفر بن أحمد، عن أحمد بن صالح، عن طارق بن عبد الرحمن، عن محمد بن عجلان، عن أبي الزبير، عن جابر.

ومحمد بن عجلان صدوق، قال الحاكم وغيره: سيئ الحفظ، وأخرج له مسلم ثلاثة عشر حديثا۔ (البدر المنير لابن الملقن: ج ۲: ص ۲۰)

سند کی تحقیق:

(۱) حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م۴۳۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۲) احمد بن بندار بن اسحاق، ابوعبداللہ الاصبہانیؒ (م۳۵۹ھ) ثقہ، فقیہ ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۸:ص ۱۳۲**)

(۳) عبداللہ بن محمد بن زکریا، ابومحمد الاصبہانیؒ (م۲۸۶ھ) بھی ثقہ، فاضل، مصنف ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۶:ص ۷۶۹**)

(۴) جعفر بن احمد سے مراد، صدوق راوی جعفر بن احمد بن ابی الشروب حماد البغدادی الزعفرانی الشیبانیؒ ہیں۔ (**تاریخ اصبہان لابی نعیم: ج۱:ص ۲۹۳، ۲۹۹، رقم ۴۹۸، ۵۱۶، ۵۱۹**)

حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) نے ان کے بارے میں کہا: ”کان من عباد الله الصالحین“۔ (**تاریخ اصبہان: ج۱: ص۲۹۹، رقم ۵۱۶**)

لہٰذا وہ صدوق ہیں۔ واللہ اعلم

(۵) احمد بن صالح سے مراد صدوق راوی احمد بن صالح المکی السواقؒ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج۱: ص۳۵۹، الکامل لابن عدی: ج۴: ص۲۳۷، ج۱: ص۷۹**)

(۶) طارق بن عبدالرحمٰن سے مراد- واللہ اعلم- ابن عجلانؒ (م ۱۴۸ھ) کے شاگرد، صدوق راوی، طارق بن عبدالعزیز بن طارق الربعی المکیؒ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج۵: ص۳۶۵، تہذیب الکمال: ج۲۶: ص۱۰۴**)

(۷) محمد بن عجلانؒ (م ۱۴۸ھ) صحیح مسلم وسنن اربع کے راوی اور صدوق ہیں۔ (**تقریب: رقم ۶۱۳۶**)

(۸) ابوالزبیر، محمد بن مسلم المکیؒ (م ۱۲۶ھ) صحیحین کے راوی اور صدوق، حافظ الحدیث ہیں۔ (**تقریب: رقم ۶۲۹۱**)

نوٹ:

”ابو الزبیر عن جابر“ کی سند کی تفصیل کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش۱۸: ص۲۴**۔

(۹) جابر بن عبداللہ الانصاریؓ مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس روایت کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں۔

اور حافظ زکی الدین المنذریؒ (م ۶۵۶ھ) اور محدث العجلونیؒ (م ۱۱۶۲ھ) اس روایت کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔ (**الترغیب والترہیب: ج۱: ص۱۰۲، کشف الخفاء: ج۲: ص۲۶**) اور اہل حدیث عالم، نواب علی حسن خان نے بھی اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ (**مآثر صدیقی، عشرہ کامل**)

نیز اس حدیث کے مختلف اسانید ذکر کرنے کے بعد، حافظ سخاویؒ (م ۹۰۲ھ) کہتے ہیں کہ

”وبعضها يعتضد ببعض، ولذا أورده الضياء في المختارة من جهة بعض هؤلاء، وقول ابن عبد البر في التمهيد عن ابن معين: إنه حديث باطل، هو بالنسبة لما وقع له من طرقه“۔ (**المقاصد الحسنة للسخاوی: ص۴۲۴**)

- قاضی شوکانیؒ (م ۱۲۵۰ھ) نے کہا:

”قال ابن معين: باطل وقال البيهقي له طرق وشواهد متعاضدة“۔ (**الفوائد المجموعة: ص۱۱**)

الغرض معلوم ہوا کہ اس حدیث کو ضعیف یا موضوع کہنا، غیر صحیح ہے، بلکہ راجح قول میں یہ روایت حسن ہے۔ واللہ اعلم